



بے باق

عکس و مثل

بہت احتیاط کے باوجود راسمی چوٹ و رشٹوں کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔۔۔ کمزور لمحوں کی گولت میں آتے ہوئے رشتے ضرورت کے زیر اثر بھروسے اور اعتماد کو کوسوں دور چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔

ایک ایسی سے ہوتے والی ملاقات کا پراسرار ستعا۔۔۔

باہمی دلچسپی کے امور دو افراد کو بہ آسانی ایک دوسرے کے قریب لے آتے ہیں۔ اگر آپ سامنے والے کے مزاج، عادات اور فطرت سے کما حقہ آگاہی رکھتے ہوں تو پھر اس سے دوستی کرنے میں کوئی دقت یا دشواری پیش نہیں آتی۔ نجیب نے مظفر کی تلاش میں اگرچہ کئی سال صرف کر دیے تھے تاہم اسے اپنے شیشے میں اُتارنے کے لیے زیادہ وقت برداشت نہیں کیا تھا۔ چند روزہ ملاقات نے انہیں دوست بنا دیا تھا۔ ملاقات کا یہ سلسلہ کچھ اس طرح شروع ہوا تھا۔

حق۔ سینٹ الہانز آنے سے پہلے تقریباً آٹھ دہائیوں تک ہوائے کی بہترین کارکردگی سے فخر کا ہونچا تھا۔ میں چشم تصور سے دیکھ سکتا تھا کہ کسی ہوائے ایسی ہنگاموں پر کھڑا ہوا اور اگلی ٹانگیں دو انداز سے کے ساتھ دو بار پر کھڑا دیں۔ پھر اس نے اپنے مضبوط دانتوں کی مدد سے الارم سسٹم کا لیور کھینچ کر اسے آف کر دیا۔ جب میں نے اس کے قدموں کی دھنکی کی جانب سے اور اس نے ہلکی آواز میں ایک بار پھر سے بھونکا تو مجھے ہلکا ہوا گیا کہ وہ اپنے جیسے کام مکمل کر چکا ہے۔ "دو بار" میں نے دل ہی دل میں غرور کا پار قریبی کنڑکی کی جانب بڑھ کیا۔ شیشہ کاٹنے کا سامان میرے پاس موجود تھا۔ میں فوراً ہی استعمال میں لایا اور ایک آنچ بڑا گول سورہاں دیا جس میں سے میرا بازو بہ آسانی اندر داخل ہو جاتا اس کے بعد میں نے ہاتھ اندر ڈال کر کنڑکی کی کھنچی کھول دی اور چھلانگ مار کر اندر داخل ہو گیا۔ کسی ہوائے ایک کونے میں فرش پر بیٹھا میری جاس اسید بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی ہلکے آواز سے کوئی اور کتا ہوتا تو کنڑکی میں سے ہاتھ داخل کرنے پر میرا بازو اب تک فوج چکا ہوتا۔ میں نے آگے جبک کر اس کے سر پر جھکی دی۔ "شاہاش میرے شیر۔" میں نے کسی ہوائے سے کہا۔

زیر بات اور نوادرات کے ساتھ ساتھ میں نے تقریباً سارا قیمتی سامان سمیت کراہی وین میں منتقل کیا۔ اپنے کام میں نے تیزی سے مکمل کیا کیونکہ مسٹر کریک اور اس کی بیوی کی بھی وقت و دقت سے واپس نازل ہو سکتے تھے۔ "پلو کسی ہوائے۔۔۔" مکان پر ایک الوداعی نگاہ ڈالتے میں نے اپنے کتے سے کہا جو میرا اشارہ سمجھ کر فوراً ہی وین میں سوار ہو گیا۔ "واقعی مسٹر کریک۔ ایک قریب بات کتے کا کوئی الارم سسٹم مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔" میں نے قصبے سے باہر نکل کر مرکزی شاہراہ پر وین چلائے تو سب سے پہلے جہاں میں نے اپنے سواہل سے وہ سمی ٹال کر پیونک دی تھی جس پر کریک نے رابطہ کیا تھا۔ "نوشیار۔۔۔ خبردار ناکی کہنی نے اپنے ایک اور مسٹر کریک ایسا سبق کھا دیا تھا جسے وہ زندگی بھر نہیں بھول پائے گا۔

کافی دیر لے گی۔" ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔ "میریگ نے کہا۔ "تھارہا جب جی چاہے فرگوں مجھے ایک کال کر کے آجانا۔ لیکن آج شام میں مصروف ہوں تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ مجھے اور میری ٹیم کو ایک دولت کے سلسلے میں چند دوستوں کے پاس جانا ہے۔" میں نے کریک کی اس کھلی پیشکش کا شکریہ ادا کیا اور چند ہی لمحوں کے بعد کال منتقل کر دی۔ کھانا میں ختم کر چکا تھا اس لیے ہلکا سا کادور چلا لیا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ مجھے چاہئے کہ ساتھ ایک قدر چوں کوئی بھی لی تھی۔ اس کو توڑنے پر اندر قسمت کا حال پتا چلتا تھا۔ میں نے بھی چاہئے ختم کرنے کے بعد اپنی کوئی کوٹو ڈالا۔ "وقت سے پہلے تیاری کر تو اس کا پھل بھی وقت سے پھیل جاتا ہے۔" اپنی کوئی کے سچ سے ملنے والی پرہیز پر کھانا پیغام پڑھ کر میں مسکرا دیا۔ میں ساڑھے دس بجے تک سینٹ الہانز کی سڑکوں پر اپنی وین دوڑاتے ہوئے آوارہ گردی میں مشغول رہا۔ اس کے بعد میں رات ڈراگہری ہونے پر مضائقہ ملاتے مسٹر وڈ ٹیلس پہنچ گیا۔ جب میں نے دیکھا کہ کریک کے مکان میں اندھیرا چھا ہوا ہے اور زندگی کے آثار نظر نہیں آ رہے تو میں وین کو اس کے گھر کی راہداری پر لے گیا اور ایسے پارک کر دیا کہ گاڑی آدھی اسے دیکھ نہ سکتی تھی۔

وے قدموں چلا ہوا میں مرکزی دروازے تک پہنچا اور دوسرے چیل بھائی۔ اندر سے کسی انسان کی کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی میں نے محسوس کیا کہ بچوں کے ملنے چلنے قدم دروازے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ "ایلو کسی ہوائے۔۔۔" میں نے دروازے کے قریب ہوتے ہوئے سرگوشی کی۔ اندر سے ابھی ہی آواز میں بھونک کر مجھے کسی ہوائے نے اپنی موجودگی کا یقین کرایا۔ میں نے اپنی جیب میں سے ایک عدد ڈاگ وٹل نکالی اور اسے دو بار بجایا۔ یہ وٹل انسانی کانوں کے لیے نہیں ہوتی اور صرف کتے ہی اس میں سے نکلنے والی آواز کو سن سکتے ہیں۔

کسی ہوائے کو جس بات کی زندگی دی گئی تھی وہ ڈاگ وٹل کی آواز سن کر فوراً ہی اس کام پر لگ چکا تھا۔ یہ کام اس کے لیے کوئی نیا نہیں تھا۔ پورے ملک میں وہ مختلف قصبوں اور شہروں میں یہ کام کئی بار بخوبی سر انجام دے چکا

نجیب کئی دن سے کسی وجہ کے ارباب میں مظفر کی آمدورفت کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ سطور مگر ہونٹا سٹی میں ساحل سمندر پر پہنچتا۔ لگ بھگ آدھا گھنٹہ ساحلی گلیاریت پر پھیل قادی کرتا پھر ایک الگ جھلک شیخ پر چڑھ کر بے کراں کا نظارہ کرنے میں مصروف ہو جاتا۔ وہ مذکورہ شیخ پر اچھا خاصہ وقت گزارتا تھا۔ غروب آفتاب کے بعد جب اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ شیخ کو چھوڑ دیتا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو جاتا۔ نجیب نے ایک بات خاص طور پر نوٹ کی تھی کہ وہ ابھی سے کل وہ ایک سگریٹ ضرور پیا کرتا تھا۔

گہرائی کا کام مکمل ہوا تو ایک روز نجیب دھیمے قدموں سے چلتے ہوئے مظفر کے نزدیک چلا گیا۔ مظفر وانگ کے بعد اس مخصوص شیخ پر بیٹھ چکا تھا۔

"اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اس شیخ پر بیٹھ جاؤں؟" نجیب نے شائستہ لہجے میں استدعا کیا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔" مظفر نے معتدل انداز میں کہا۔ "مٹی اسٹریٹ والوں نے یہ ٹیبلٹیں بیٹھنے کے لیے ہی بنائی ہیں۔ میرا مطلب ہے، یہاں لگائی ہیں۔"

"بہت شکریہ جناب۔" نجیب یہ کہتے ہوئے شیخ کے ایک کنارے پر بگم گیا اور مظفر کی طرح سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگا۔

مظفر کی جانب خاموشی رہی۔ چند لمحات کے بعد نجیب نے کہا۔ "اس سمندر کا کچھ چٹا نہیں چلتا کہ یہ کب انسانوں پر مہربان ہو جائے اور کب یہ ان کی جان لے لے۔"

"یہ تو آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" مظفر نے سمندر سے نگاہ ہٹاتے بغیر تائیدی انداز میں کہا۔ "لگتا ہے، سمندر نے آپ کو بہت دکھ دیے ہیں؟"

"آپ کا اندازہ درست ہے۔" نجیب نے بڑھیاں انداز میں کہا۔

مظفر نے گردن کھما کر نجیب کی طرف دیکھا اور خوش اخلاقی سے بولا۔ "میرا نام مظفر ہے۔ میں ادھر نزدیک ہی گزری کے علاقے میں رہتا ہوں۔"

"مجھے نجیب اللہ کہتے ہیں۔" نجیب نے دوستانہ انداز میں مصالحت کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

مظفر نے اس کا ہاتھ تھامے ہوئے کہا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی نجیب اللہ صاحب! "

"مجھے بھی۔" نجیب نے مختصر جواب دیا۔

"میں لیورڈ پینشن اور ڈیم جنرل کا بڑا پس کرتا ہوں۔" مظفر نے اسے اپنے پاس سے بتایا۔ "میری کرائی کے

انڈسٹریل ایریا میں ایک چھوٹی سی ٹیکسٹری ہے جہاں تمام سال ایک ہی پورٹ کرائی کا تیار کیا جاتا ہے۔ میں اپنی تیار کردہ پروڈکٹس کو ڈال ایسٹ، ساؤتھ افریقا اور بعض مغربی ممالک میں ایک ہی پورٹ کرتا ہوں۔"

"ویری گڈ!" نجیب نے سائنسی نظر سے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ "تو آپ ایک کامیاب بزنس میں ہیں۔"

"جی بالکل!" مظفر نے غریب انداز میں گردن ہلائی پھر بولا۔ "آپ کیا کرتے ہیں نجیب اللہ صاحب؟"

"مظفر بھائی! میں ایک سرکاری اسکول میں ٹیچنگ کرتا ہوں۔" نجیب نے سرسری انداز میں بتایا۔ "تم نے بچے تنگ میں اسکول سے گھر آ جاتا ہوں۔ کھانا کھانے کے بعد تھوڑا آرام کرتا ہوں پھر اس سٹاک سمندر کی لہروں گھٹنے ادھر چلا آتا ہوں۔ میری رہائش باغیاب کالونی میں ہے۔"

"آپ نے پہلے سمندر کے لیے مہربان اور جاں لیوا کے الفاظ استعمال کیے اور اب آپ اسے سٹاک کے خطاب سے نواز رہے ہیں۔" مظفر نے دلچسپی بھری لہجے میں کہا۔

"اور آپ نے اس بات کی بھی تائید کی ہے کہ اس سمندر نے آپ کو بہت دکھ دیے ہیں۔" میں نے بھگتھو تو نہیں سنا؟"

"نہیں۔" نجیب گہری سنجیدگی سے بولا۔ "آپ نے وہی سنا جو میں نے کہا۔ یہ سمندر واقعی بہت خالم اور بے رحم ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اس بد بخت نے میرے ایک عزیز از جان دوست کو گولی لگا دی۔"

"اور۔۔۔ میں کراسوس ہوں۔" مظفر نے متعاقبات انداز میں کہا اور دوبارہ سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔

ان کے شیخ چند لمحات تک خاموشی خالص رہی، پھر مظفر نے دھیمے لہجے میں کہا۔ "اگر آپ کو بڑا محسوس نہ ہو تو میں ایک سگریٹ پی لوں؟"

"ضرور دیکھیں مظفر بھائی۔" نجیب نے معتدل انداز میں کہا۔ "میں تو خود بھی اس کو تنگ کرتا ہوں۔"

"بہت خوب۔" مظفر نے بے تعلقی سے کہا۔ "پھر تو آپ کو سگریٹ کے دھوئیں سے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔" وہ اپنے ٹراؤزروں کی جیب میں سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر برآمد کرتے ہوئے بولا۔ "نجیب بھائی! آج آپ بھی میرا ہانڈ دیکھیں۔"

نجیب نے مظفر کے ہاتھ میں موجود سگریٹ کے پیکٹ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا حسین اتفاق ہے مظفر بھائی! میں بھی یہی براہ رخس چاہتا ہوں۔"

بات کے اختتام پر نجیب نے اپنی جیب میں سے ویسای سگریٹ کا پیکٹ نکال کر مظفر کو دکھایا۔ "اگر آپ کو بھی ایک سگریٹ چاہیے تو میں اسے آپ کو پیش کر دوں گا۔"

"نجیب بھائی! آپ اپنا پیکٹ جیب میں رکھ لیں۔" آج آپ میری طرف سے سگریٹ دیکھیں گے۔"

نجیب نے رضامندانہ انداز میں کہا۔

نجیب کی معلومات کے مطابق، مظفر ایک سگریٹ پور کھنے کے بعد وہاں سے رخصت ہو جاتا تھا۔ گویا اس کے جانے کا وقت قریب تھا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ سگریٹ ختم ہوتے ہی وہ لٹھ کرکھڑا ہو گیا۔

"اب میں چلوں گا نجیب بھائی۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" نجیب نے اس سے الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی کچھ دیر اور یہاں بیٹھا چاہوں گا۔ آپ نے کل ملاقات ہوئی۔"

"اے اللہ! ضرور۔" مظفر نے مضبوط لہجے میں کہا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

مظفر روزانہ پولو کی نیوی بیوٹی شرٹ اور گرے ٹراؤزروں میں ملیں ہوتا تھا۔ اس نے پاؤں میں جوگرز پہنے ہوتے تھے۔ وہ ساحل سمندر پر واک کرنے آتا تھا۔ نجیب کا ہوم ورک مکمل ہوا تو تیسری ملاقات پر اس نے اپنی بیٹی کو شیخ سے باہر لگنے کا فیصلہ کر لیا۔

آج مظفر معمول کی پھل قادی کے بعد اس مخصوص الگ جھلک شیخ کی طرف آیا تو نجیب پہلے سے وہاں موجود تھا۔ مظفر نے اس سے گرم جوش مصافحہ کیا اور در کی ٹیلیک منلیک کے بعد بولا۔

"نجیب بھائی! آج آپ نے واک نہیں کی؟"

"دل نہیں چاہ رہا مظفر بھائی!" نجیب نے بدلی سے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ اگر میں غلط نہیں سمجھ رہا تو آپ کو اپنے دوست کی یاد آ رہی ہے۔" مظفر نے ہمدردی بھری لہجے میں کہا۔ "وہ شخص جسے اس نے در سمندر نے لٹک لیا تھا۔"

"اس میں سمندر کی کوئی غلطی نہیں تھی۔" نجیب نے ایک افسردہ سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب۔۔۔ غلطی آپ کے دوست کی تھی؟" مظفر نے سوالیہ نظر سے اس کی طرف دیکھا۔ "خود کشی وغیرہ۔"

"نہیں بالکل!" نجیب نے غلطی لہجے میں کہا۔

مظفر نے تشویش بھری لہجے میں استدعا کیا۔

"آپ کے اس دوست کو کس نے قتل کیا اور کیوں۔۔۔؟"

ایک بہت بڑا درجہ کا کیا تھا۔۔۔ وہ برداشت نہیں کر سکا۔ فیاض نے حد محسوس نہیں کی تھی۔ اس نے میرے روپے سے دلبرداشتہ ہو کر اپنی جان دے دی۔ اس نے خود کو کسی سمندر کی بے رحم موجوں کے حوالے کر دیا تھا۔ میں خود کو اس کی موت کا قاتل قرار دیتا ہوں۔ اگر میں نے اس کے اہل و عیال کو نہیں نہ پہچانی ہوتی تو آج وہ زندہ ہوتا۔ آہ۔"

"نجیب بھائی!" مظفر نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "اگر آپ مائنس نہ کریں تو میں اس واقعے کی تفصیل جانتا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے، اس سے آپ کے دل کا بوجھ ہٹا ہو جائے گا۔"

"میں ایک شرط پر آپ کو اپنی چٹا سا سکا ہوں مظفر بھائی۔" نجیب نے نجیب سے لہجے میں کہا۔

جب سے ان دونوں کے درمیان پُر اعتماد اور بے شکستہ تعلقات قائم ہوئے تھے، انہوں نے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے "صاحب" کے بجائے "بھائی" کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

"کیسی شرط نجیب بھائی؟" مظفر نے ابھین زدہ انداز میں پوچھا۔

"میری کہانی کے جواب میں آپ بھی مجھے کوئی ایسا قصہ سنا دیں گے جب آپ کی وجہ سے کسی کے ساتھ کوئی بڑی زیادتی ہو گئی ہو۔" نجیب نے اس کے چہرے پر ہلکا سا کمر خیمبرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ہر انسان کی زندگی میں کم از کم ایک آدھا ایسا واقعہ ضرور ہوتا ہے جو عمر بھر کا بچھڑاؤ بن جاتا ہے، یہ الگ بات کہ بعض لوگ اپنی عداوت اور ہیشیمانی کا اظہار کرنے کے بجائے اپنے اندر کڑھتے اور خود کو ایک نامعلوم نفسیاتی سزا دیتے رہتے ہیں۔"

"آپ بڑی مفصلی بات کر رہے ہیں۔" مظفر نے معتدل انداز میں جواب دیا۔ "بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"میں بھی کافی عرصے سے ایک روگ کے ساتھ چپ چاپ جی رہا ہوں، اپنی غلطی۔۔۔ بلکہ گناہ کا زہر پی رہا ہوں۔" نجیب نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ "مگر اب میری ہمت جواب دے گئی ہے۔ میں یہاں آتا ہوں تو یہ سمندر مجھے پکارنے لگتا ہے۔ اس کی شوریدہ لہروں نے مجھے اپنی طرف بلاتی ہیں، وہ مجھے اپنے اندر سمیٹ لیتا جاتی ہیں تاکہ میں بھی فیاض کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کے قدموں میں گر کر اپنی خطا کی معافی مانگ لوں۔ میں۔۔۔ میں کسی بھی شام۔۔۔ خود کو سمندر کے سرور کو ہٹا دوں گا۔"

نجیب بھائی! آپ ان سب باتوں کو

ہو رہے ہیں۔" منظر اس کا شانہ چھپتا ہے ہوئے بولا۔
 "آج کی گاڑی میں بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں۔ آج
 مجھے انہی خاصی فرصت ہے۔ میں وہاں ہی آپ کو بچاؤ
 کا کوئی پروگرام بھی کروں گا۔"
 نجیب بے چوں و چرا اس کے ساتھ چل پڑا۔
 وہ دونوں منظر کی ہونڈ اسٹی میں آٹھنے۔ منظر نے
 ڈرامائیگ سیٹ سنبھال لی اور نجیب اس کے برابر میں بچہ
 سیٹ پر براہِ جان ہو گیا۔ منظر کی گاڑی، دوسری گاڑیوں سے
 خاصے فاصلے پر تھی اور اس کے اندر اندر بھی ہو رہا تھا۔
 منظر نے لائٹ آن کی تو نجیب نے جلدی سے کہا۔
 "منظر بھائی! پلیز، لائٹ بند کرویں۔ میں تاریکی
 میں کافی سکون محسوس کر رہا ہوں۔"
 منظر نے فوراً روف لائٹ کو آف کر دیا اور جیب سے
 اپنا سیل فون برآمد کرنے کے بعد نجیب سے کہا۔
 "نجیب بھائی! سب سے پہلے تو آپ مجھے اپنا
 کامیٹ نمبر دیں۔ پانی باتیں بعد میں۔"
 نجیب نے اپنا سیل نمبر دہرایا اور جیب سے بیٹنوں والا
 چیک سیل فون نکال لیا۔ اگلے ہی لمحے اس کے سیل فون کے
 ڈیسے پر ایک ایسی نمبر سے مس کال موصول ہوئی۔
 "میں نے آپ کو مس کال دی ہے۔" منظر نے کہا۔
 "آپ اپنے فون میں میرا کامیٹ نمبر سیکر نہیں۔"
 "کرنا منظر بھائی۔" نجیب نے اپنے سیل فون کے
 بیٹنوں کا استعمال کرتے ہوئے بتایا پھر منظر کے سیل فون کی
 جانب اشارہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "بھائی! آپ کے پاس تو براڈ اسٹارڈ فون ہے۔"
 "یہ آئی فون نہیں پڑا ہے۔" منظر نے غرور سے اعزاز
 میں بتایا۔ "یہ ایک ہنڈ پیلے کی مارکیٹ میں آیا ہے۔ میں
 نے اسے ساڑھے تین لاکھ میں خریدا ہے۔ میں اپنا ہر کام اسی
 سے کرتا ہوں۔ یہ کسی فرائیڈر، خوش خیال اور حواں لینڈی
 سیکر کی طرح میری ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے۔"
 "ہر کام؟" نجیب نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
 "ہاں، بالکل۔" وہ زور سے کہنے لگا۔ "میں وہاں فون
 نہیں، میرا سوا کچھ اس میں ہے۔ میں دنیا میں کبھی بھی ہوں، یہ
 ہوش میرے ساتھ رہتا ہے۔ اسی سیل سے بے گراں لائٹ
 شینگنگ تک میں اپنی ہر ضرورت اس سے پوری کرتا ہوں۔"
 "پھر تو یہ ساڑھے تین لاکھ میں بیک کیس ہے۔" نجیب
 نے جیب سے لے کر پھر اپنا بیک فون اسے دکھاتے
 ہوئے بولا۔ "میرا کام تو یہی ہے جی جاتا ہے۔"

"بس، انسان کا کام چلنا چاہیے۔" منظر نے سر ہلایا
 انداز میں کہا۔ "پانی ساری باتیں فرماؤ گے۔ میرا بیکس
 آدھی دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ مجھے اپنا کام جی طور پر چلانے
 کے لیے ایسے ہی جدید فون کی ضرورت ہے۔"
 "تو آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں منظر بھائی۔"
 "نہیں۔ فون بہت ہو گیا۔" منظر نے گہری تنقیدی
 سے کہا۔ "سب جلدی سے اپنے دل کی کہہ کر مارش کا غبار دہم
 ڈالیں۔ یہ بیچیدگی آپ کی شخصیت پر ابھی نہیں آئی۔"
 نجیب نے اپنی کہانی سناتے سے پہلے یاد دہانی کرانے
 والے انداز میں پوچھا۔ "آپ کو میری شرمناک یاد ہے یا منظر
 بھائی؟"
 "ہاں بھائی، بالکل یاد ہے۔" منظر سر کو اٹھاتی جنبش
 دیتے ہوئے بولا۔ "آپ اپنی کہ چکو، پھر میں بھی آپ کو
 ایک ایسا واقعہ سن دے گا جس کے لیے میں آج تک خود کو کافی
 محسوس کرتا ہوں۔" ماضی میں، میں نے بھی اپنے ایک دوست
 کے ساتھ کارخون کیا تھا۔"
 "اور۔۔۔" نجیب نے ایک گہری اور پرجمل سانس
 خارج کی اور پھر بولے ہوئے لہجے میں بولا۔ "میری کہانی
 زیادہ طویل نہیں ہے۔ میں اور فیاض بہت اچھے دوست
 تھے۔ لوگ ہماری دونوں کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ فیاض کی
 شادی مجھ سے پہلے ہو گئی تھی۔ اس کی بیوی مدہ نہیں اپنے نام
 کی طرح نہایت ہی حسین و جمیل تھی۔ بس، میرا اس پر دل
 آ گیا۔ فیاض کے گھر میں میرا آزادانہ آنا جانا تھا۔ میں نے
 ہماری دونوں کو اپنی خوش فحاشی کے قدموں تلے روندتے ہوئے
 مدہ جیسے پر کام شروع کر دیا۔ اس "کام" میں جلد ہی مجھے
 "کامیابی" حاصل ہو گئی۔ مجھے مدہ جیسے کا مکمل حواں حاصل
 تھا اس لیے کسی بھی مرحلے پر ہم دونوں کو کسی دشواری کا سامنا
 نہیں کرنا پڑا۔" وہ سانس بھرا کرتے کے لیے تھما پھر اپنے
 بیان کو مکمل کرتے ہوئے بولا۔
 "ایک سال کے اندر ہی مدہ جیسے اور فیاض کی شادی
 ختم ہو گئی۔ آئندہ چھ ماہ میں مدہ جیسے میری بیوی بن گئی اور اس
 کے ایک ماہ بعد فیاض نے دل برداشتہ ہو کر خود کو سمندر کی
 آغوش میں چھپا لیا۔ وہ مجھ سے اس قدر ادا کی توقع نہیں رکھتا
 تھا کہ میرے بچے ہی کہہ گئے ہیں کہ انسان کو دھوکا دہی سے متا
 ہے جہاں وہ اندھا دھوکا کرتا ہو۔ فیاض نے بھی خواب و خیال
 میں بھی نہیں سوچا ہو گا کہ میں اس کی بیٹی میں پھر انگوٹھ دوں
 گا۔ اسی مدہ نے اسے خود کو بیچ کر دے دیا تھا۔"

ہوئے پر منظر نے کہا۔ "اب آپ مدہ جیسے کے ساتھ خوش نہیں
 ہیں۔ اس کی صورت دیکھتے ہی آپ کو اپنا دھوکا یاد آ جاتا ہے
 جہاں نے اپنے دوست فیاض کے ساتھ کیا تھا اور اس کے
 بعد آپ کی بے وفائی شروع ہو جاتی ہے۔ آپ فیاض کی موت
 کے لیے خود کو موردِ اہرام ٹھہراتے ہیں اور یہ غش اب
 خطرناک شکل اختیار کر چکی ہے کہ آپ خود کو قتل کرنے کے
 بارے میں سوچ رہے ہیں۔ کیا کسی مدہ جیسے نے بھی اپنے
 لیے یہ شرمندگی کا اظہار کیا؟"
 "نہ نہیں۔" نجیب نے بڑا سانس ہاتھ ہوئے
 کر دے لہجے میں کہا۔ "اس نے فیاض کے ساتھ تو بھر بھی
 مجھے تیسے ایک سال گزار لیا تھا۔ مجھے وہ چار ماہ بعد ہی چھوڑ کر
 چلی گئی۔"
 "کہاں۔۔۔" منظر نے بے مروت پوچھا۔
 "وہ اس وقت دہلی میں ہے۔" وہ زبردست لہجے میں
 بولا۔ "اسے ایک کروڑ روپی ملے پندرہ لاکھ لگا تھا۔ وہ مجھے لائٹ
 مار کر اس کے ساتھ چلی گئی۔ کہانی ختم، زندگی باقی۔ وہ
 زندگی جو سر شرمندگی ہے منظر بھائی۔"
 "آپ کے حالات جان کر مجھے بہت افسوس ہوا
 نجیب بھائی۔" منظر نے ہمدردی بھرے لہجے میں کہا۔ "بس،"

قلم خود

طاہر جاوید مغل

مستوفی قلم کار

کریے ایام کے تلخ و شیریں جام

وہ حقائق جو عام قاری کو چونکا دیے

اگر "قلم خود" نہ پڑھاتو کچھ نہ رہا

"سامعہ خرو۔" مظفر نے جواب دیا اور پوچھا۔
 "آپ کو لاہور کے ملاکوں سے اتنی واقفیت کیسے ہے۔ کیا
 آپ کا اور خانا آنا ہوتا ہے؟"
 "میں زندگی میں کبھی لاہور نہیں گیا۔" نجیب نے غصے
 انداز میں کہا۔ "میرے ایک دوست کی لاہور میں شادی ہوئی
 تھی۔ اس کی سسرال کا حلقہ سامعہ کھاں سے ہے۔ اس کی
 زبان لاہور کی باتیں چاہتی رہتی ہیں۔ آپ نے سامعہ کا ذکر
 کیا تو میں نے آپ سے خرد اور کھاں کا فرق پوچھ لیا۔
 خیر۔۔۔ کمائی توقف کر کے وہ پوچھل سانس خارج کرتے
 ہوئے بولا۔

"آپ اپنی کہانی جاری رکھیں مظفر بھائی۔ اب میں
 آپ کو نہیں تنوگوں گا۔"
 "ان دنوں میں بالکل بیکار تھا۔ میرے پاس کوئی کام
 وعدہ یا نوکری نہیں تھی۔" مظفر نے بتانا شروع کیا۔ "ایسے
 میں ایک ریکورنگ ایجنٹ سے میری ملاقات ہوئی۔ اس
 ایجنٹ نے مجھ سے کہا کہ اگر میں پندرہ لاکھ روپے کا
 بندوبست کروں تو وہ مجھے شیپنگ ویزے پر یورپ بھجوا دے
 گا اور اس ویزے کے قلیل میں یورپ کی چھبیس چھبیس
 کنٹریر میں بہ آسانی سفر کر سکوں گا۔ میرے پاس تو پندرہ
 خزانہ نہیں تھے، میں پچھل پندرہ لاکھ کا انتظام کہاں سے کرتا
 لیکن اس ایجنٹ کی دیکھن باتوں نے مجھے کچھ کر گزرنے پر
 مجبور کر دیا۔ میرے ایک دوست نے گاؤں کی کچھ زوئی
 زمین فروخت کی تھی۔ اس کے پاس کم و بیش تین لاکھ روپے
 رکھے ہوئے تھے۔ اس رقم سے وہ اپنے پرانے گھر کو گرا کر
 نئے گھر سے تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ میرے دل میں
 بے ایمانی آگئی اور میں نے اس سے دو ماہ کے وعدے پر
 پندرہ لاکھ روپے اوجھار مانگے۔ وہ دوست مجھ پر اندھا دھن
 کرتا تھا۔ اس نے یہ کہتے ہوئے مجھے پندرہ لاکھ سونپ دیے۔
 "کوئی بات نہیں مظفر! مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے
 ہیں۔ تم اپنی ضرورت پوری کر لو۔ میں مکان کی تعمیر کا کام دو
 ماہ کے بعد شروع کروں گا۔"

"آپ کا وہ دوست تو بڑا دل والا تھا مظفر بھائی۔"
 مظفر کے کمائی توقف میں نجیب نے تلمذ پایا۔
 "اب نجیب بھائی؟" مظفر انہات میں گردن ہلاتے
 ہوئے بولا۔ "لیکن میری نیت میں شکوت آگئی تھی۔ میں نے
 اس سے پندرہ لاکھ روپے واپس کرنے کے ارادے سے
 نہیں لیے تھے۔ وہ رقم میں نے ایجنٹ کو دی اور اس نے مجھے
 اتھن بھجوا دیا۔ میں نے دو سال تک وہاں خوب کمایا۔ پھر

ایک مقامی سپانوی سے میرا جھڑا ہو گیا۔ وہ تنازعہ انتظامی
 پکڑ گیا کہ بعض قانونی مراحل سے گزارنے کے بعد مجھے
 پاکستان سمجھا دیا گیا۔ میرے پاس اچھا خاصا سربراہ تھا، میں
 نے بزنس کے لیے گرائی کا انتخاب کیا اور آج میں ایک
 کامیاب ایکسپورٹر ہوں نجیب بھائی لیکن کبھی بھی یہ سوچ کر
 مجھے بہت ندامت محسوس ہوتی ہے کہ میں نے اپنے دوست کو
 دھوکا دیا تھا۔"

"اپنے کے پر نام ہونے کے بجائے آپ کو اس
 دوست سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔" نجیب نے جذبات سے
 عاری لہجے میں کہا۔ "آپ نے مجھے بتایا ہے کہ اتھن میں
 خوب کاروبار ہے تھے۔ آپ اگر چاہتے تو اپنے دوست کے
 پندرہ لاکھ لے کر آ سکتے تھے۔ آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا؟"
 "کئی بات تو یہ ہے کہ ان دنوں مجھے اپنے دوست کا
 خیال ہی نہیں آیا۔" وہ بے پروائی سے بولا۔
 "اور گرائی میں اپنا بزنس بنانے کے بعد؟" نجیب
 نے سوالیہ نظر سے اس کی طرف دیکھا۔
 "آج میں اسے پندرہ لاکھ کے بجائے پچاس لاکھ بھی
 دے سکتا ہوں لیکن۔"

مظفر نے ڈرامائی انداز میں جملہ اور جھوڑا تو نجیب
 نے سرسراہتی ہوئی آواز میں استدعا کیا۔ "کیا فیاض کی طرح
 آپ کا وہ دوست بھی اس دیا ہے اس دنیا میں محض ہو چکا
 ہے؟"
 "میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔" مظفر
 نے گاڑی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بعض معاملات اسنے نازک اور حساس ہوتے ہیں
 کہ ندامت سے ان کی کھانی ممکن نہیں ہوتی۔ آپ کی چھبائی
 اس تنازعہ دوست کے روزگار دیا نہیں ہو سکتی مظفر بھائی!"
 نجیب نے غصے سے لہجے میں کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ اگر
 آپ اس سے رابطہ کرتے تو ضرور آپ کو صاف کر دیتا۔"
 "میں نے اپنے ذراغ سے پتا کرانے کی کوشش کی
 تھی۔" مظفر نے بدلی سے کہا۔ "مجھے معلوم ہوا کہ میرا دھوکا
 مظفر عام پر آ جانے کے بعد اس کی بو ذمہ مایں کو بہت عرصہ
 پہنچا تھا۔ وہ دل کی مرہیں نہیں۔ جب انہیں پتا چلا کہ میں نے
 ان کے بیٹے کے ساتھ فراڈ کیا ہے تو انہیں ہارٹ ایکٹ آ گیا
 تھا جس کے نتیجے میں وہ چل نہیں۔ میرے دوست نے
 میرے دھوکے سے زیادہ اپنی مایں کی موت کا حصد لیا اور
 اپنے پرانے گھر کو فروخت کر کے کچن چلا گیا۔ سامعہ خرو میں
 کوئی گھر چلا گیا۔" وہ وقت کہاں کہاں گزرا۔

کوئی قرعہ رشتے دار بھی نہیں تھا جس سے پوچھا جائے۔ اگر
 وہ بچھل جائے تو میں ہاتھ جوڑ کر اور یادیں پڑ کر اس سے
 سالی نامک لوں گا اور وہ جتنی رقم کا مطالبہ کرے گا، میں خوش
 خوش اسے دوں گا مگر۔۔۔"
 "مظفر بھائی؟" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی
 نجیب بول اٹھا۔ "مال کے بدلے مال کا تلف تو آسانی سے مجھ
 میں آ جاتا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ جان کے
 بدلے جان کے قلیے کو بھی سمجھا جائے۔ بعض ضدی لوگ
 "خون بہا" پر یقین نہیں رکھتے۔"

"تو پھر آپ ہی بتائیں نجیب بھائی۔۔۔" مظفر نے
 بے بسی سے کہا۔ "میں کیا کروں؟"
 "میں نے سنا ہے، اگر انسان کی نیت صاف ہو تو
 پُر غلامی کو شش سے دھو دینے والے کو خدا بھی مل جاتا
 ہے۔" نجیب نے سمیرا انداز میں کہا۔
 "میں بھی تو کبھی پوچھ رہا ہوں نجیب بھائی۔" مظفر نے
 آکھٹ بھرتے لہجے میں کہا۔ "میں اسے کیسے تلاش
 کروں؟"

"مجھے اس نے جہیں تلاش کر لیا ہے۔"
 "سنگ کیا مطلب۔۔۔؟" مظفر کی بھمکی ہوئی
 آواز ابھری۔ مظفر کے متوجہ انتظار کے جواب میں پھر خیز
 جٹ پر چمچے ہوئے شخص نے بیک وقت دو کام کیے اور وہ
 بھی میکانی انداز میں۔ "نہر ایک، اس نے اپنے لباس میں
 بے ایک سا پلنگر لپیٹ کر نکالی اور بڑی سرعت سے اس کی
 بال کو مظفر کی پسلیوں میں پھنسا دیا۔ فہرہ وہ اس نے اپنی گردن
 کے اطراف ہاتھ گھما کر چہرے پر چڑھے ہوئے کسی انہنی
 شخص نجیب اللہ کے منہ کا تار پھینکا۔

"آل۔۔۔ یاس۔۔۔!" مظفر کے طلق سے پھنسی چنسی
 ایک ایسی آواز خارج ہوئی جس میں حیرت، بے یقینی اور
 غول بہ یک وقت شامل تھا۔ "یہ۔۔۔ تم ہو۔۔۔ میرے
 دوست۔۔۔!"

ایاس نے جذبات اور غصیلے ڈانڈا گز میں وقت ضائع
 کرنے کے بجائے اپنی جیب میں سے ایک پر پی کاغذ کو مظفر
 کی جانب بڑھاتے ہوئے گمن کی مال کو اس کی پسلیوں کے
 حریفانہ گھسانے کے لیے زور لگایا اور گھسانا انداز میں کہا۔
 "یہ میرا اکاؤنٹ نمبر ہے۔ اپنا "آئی آر ٹی نمبر" پرو"
 جیب سے نکالو اور مو بائل فون شیڈنگ کے ذریعے میرے
 اس اکاؤنٹ میں پندرہ لاکھ روپے فوراً ترانسفر کرو۔"

میرے پیٹ پر سے ہٹاؤ۔" مظفر نے سر اسیر لہجے میں کہا۔
 "جتنا کہا ہے، میں اتنا ہی کرو۔" ایاس نے فراہٹ
 بھری آواز میں کہا۔ "دوست میرا نہیں کروں گا اس گمن کی
 ایک بے آواز کوئی تمہاری موتی چوٹیلی تو غصے میں تھی، دوسری
 کوئی تمہارے سیاہ دل میں اترے گی اور تیسری کوئی تمہاری
 ایسی کھوپڑی کے آدھار پر جائے گی۔"

ایاس کی آواز میں ایسی درد کی اور سفاکی پائی جاتی تھی
 کہ مظفر نے مزید کی جمل وجہت کے اس کے حکم کی عمل کر دی۔
 اگلے ہی لمحے ایاس کی جیب میں رگے رگے دوسرے اسات فون کی
 ٹھنکی گئی۔ اس نے تل فون کو نکال کر دیکھا۔ وہ اس کے
 اکاؤنٹ میں خیز ڈالر سفر ہوئے کا تصدیقی پیج تھا۔

"میں نے تمہارے کہنے کے مطابق پورے پندرہ لاکھ
 روپے تمہارے اکاؤنٹ میں ڈال دیے ہیں ایاس۔" مظفر
 نے منت دینے لہجے میں کہا۔ "اب تم اس شخص کو میرے جان
 سے بٹاؤ اور مجھے جانے دو۔۔۔ پھر۔۔۔"
 "فخر تو فرما سفر ہو گئے مظفر؟" ایاس نے سر دھجے
 میں کہا۔ "تمہارا سفر ختم ہو گیا ہے۔"
 مظفر کی آنکھوں میں وہشت اور زبان میں نکلتا اثر
 آئی۔ "یہ۔۔۔ تم کیا۔۔۔ کہہ رہے ہو۔۔۔؟"

"تمہاری کینکلی اور احسان فراموشی کی وجہ سے میری
 معصوم اور فرض صفت مایں کو دل کا دورہ پڑا تھا۔" ایاس نے
 غضب ناک لہجے میں کہا۔ "ان کے خون کا بدلہ لے لیتے تھے
 کیسے سکون آئے گا۔ پچھلے پندرہ دن سے تم مسلسل میری
 ٹھرائی میں ہو۔ میں چاہتا تو کبھی بھی وقت تمہیں کتنے کی موت
 مار کر کسی گٹر یا ویران سڑک پر پھینک سکتا تھا لیکن میں
 تمہارے سنے "اقبال جرم" کروانا چاہتا تھا تاکہ تمہیں دی
 جانے والی سزا جازمیرے۔ سو، تمہاری زبان کھلانے کے
 لیے مجھے نجیب اللہ کا روپ دھار کر فیاض کی فرضی کہانی سنانا
 پڑی۔ اب سب ختم ہو چکا ہے۔ اعتراض بڑھانے کے بعد تم بھی
 جمن کی ادبی نیند سو سکو گے۔"

مظفر نے ایاس کی آنکھوں سے جھلکتی اپنی موت کو
 دیکھ لیا تھا۔ وہ اپنی جاں بخشی کے لیے "نہیں، نہیں،" کرتا رہ
 گیا مگر ایاس کو اس پر ذرا سا بھی ترس نہ آیا۔ اس نے اپنی
 گمن سے، بیان کردہ مقامات پر حسب وعدہ جمن بے آواز
 قاتل کیے اور مظفر کی گاڑی سے اتر گیا۔
 اپنی منزل کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے وہ مطمئن تھا
 کہ اس نے بالآخر برسوں پرانا حساب بے باقی کر دیا تھا۔

PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ
سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز راہٹرز کے لئے آفر
بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ
کریں۔ آپ کے ناولز کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے
پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM